نیاز مندان لاہور

حمیرا ماجد

Abstract :

Lahore is a Famous City of Pakistan and has several colors of it's life. A famous and beautiful aspect of it's life is a literary Atmosphere. This article consists literary activities of twentieth century. It deals the prominent and unforgettable services of "Niaz Mumdani Lahore". People of this group tried their best to promote new trends in literature. The members of this group are very prominent and expert in their fields. This article shows the development and progress of literature throw Niaz Mumadani Lahore.

''نیاز مندان لاہور'' ادیبوں کا ایسا حلقہ تھا جس نے بیسویں صدی کی دوسری دہائی سے چوتھی دہائی کے دوران اردو شعر و ادب میں تموج و تحریک پیدا کیے رکھی۔ یہ حلقہ کسی شعوری کاوش کے نتیجے میں وجود میں نہیں آیا تھا بلکہ اس کا قیام حادثاتی طور پر عمل میں آیا اس گروہ کی اکثریت نوجوان ادباء اور شعراء پر مشتمل تھی جو جدید نظریات اور خیالات کے حامل تھے نیز وہ ادب کو قدامت پسندی کی زنجیروں سے آزاد دیکھنے کے متمنی تھے۔ وہ نئے رجحانات اور خیالات کو ادب میں لانے کے خواہشمند تھے۔اسی دور میں تاجور نجیب آبادی کی سربراہی میں شعراور ادباء کا گروہ کلاسیکی شعر و ادب کے فروغ کے لئے کوشاں تھا وہ روائتی انداز اور قدیم نظریات پر سختی سے کاربند تھا جدید نظریات اور زبان و بیان کی تبدیلیاں ان کو گراں گزریں لہذا اہل زبان سے تعلق رکھنے والے تاجور گروپ نے لاہور سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کو آڑے ہاتھوں لیا جدید نظریات کی مخالفت نے نئے حلقے اور گروہ کو جنم دیا۔ اس حلقے کے نام کا قصہ عاشق حسین بٹالوی اس انداز سے بیان کرتے ہیں۔

> ''چغتائی اور تاثیر کی مشترکہ کوشش سے رسالہ کارواں نکلتا تھا جس کے پہلے نمبر میں بیشتر مضامین لاہور ہی کے اہل قلم نے لکھے تھے دہلی کے جامعہ اور ساقی نے کارواں کے مضمون نگاروں کی زبان پر چند اعتراضات کیے جواب میں ایک نہایت مدلل اور مسکت جواب دیا گیا۔ اس کے نیچے لکھا تھا کہ نیاز مندان لاہور'' (۱)

ڈاکٹر نثار احمد قریشی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''مولانا تاجور چونکہ خود اہل زبان تھے اس لئے اپنی زبان اورشاعری کو ہی علوم شعریہ کے تقاضوں کے مطابق گردانتے تھے چنانچہ اس رویے کے نتیجے میں نیاز مندان لاہور کا حلقہ وجو دمیں آیا۔'' (۲)

شہرت بخاری لکھتے ہیں :

''لاہور کے اکثر شاعر دو جماعتوں یا گروہوں میں بٹ گئے اسی طرح سامعین بھی ۔ایک وہ جو قدیم روایت کے علم بردار تھے اور دوسرے وہ جو انگریزی اثرات قبول کر کے شاعری میں نئی نئی راہیں تلاش کرنے کا شوق رکھتے تھے پہلے گروہ کے سرپرست بلکہ رہنما شمس العلماء مولانا تاجور نجیب آبادی تھے اور دوسرے کے امام ڈاکٹر تاثیر تھے ڈاکٹر تاثیر نے پروفیسر پطرس بخاری ،عبدالمجید سالک، چراغ حسن حسرت، حکیم احمد شجاع ، ہری چند اختر ، ابوالاثر حفیظ جالندھری اور پروفیسر صوفی غلام مصطفیٰ تبسم کے ساتھ مل کر انجمن قائم کی۔''(۳)

جبکہ ڈاکٹر انور سدید نیاز مندان لاہور کے بارے میں لکھتے ہیں :

''نیاز میدان لاہور نے اپنی ادبی سرگرمیوں کے لئے حکیم یوسف حسن کے رسالے ''نیرنگ خیال'' اور حفیظ جالندھری کے رسالہ ''مخزن'' کو اپنی جولاں گاہ بنا رکھا تھا سخن گسترانہ باتوں اور پھر دہلی لکھنو اور یو پی کے اہل زبان سے چشمک انہیں رسائل کے صفحات سے ابھری اور پھر تنقیدی مضامین ،کتابوں کے بتصروں اور مطائبات و مضحکات میں اس کا سلسلہ پھلتا چلا گیا۔''(۴)

ہم کہہ سکتے ہیں'' نیاز مندان لاہور'' پنجاب کے ادیبوں کا ایک ایسا حلقہ تھا جو پنجاب میں اُردو ادب کے ایک اہم دور کی نمائندگی کرتا ہے ۔اس حلقے میں شامل اہم نام یہ ہیں ۔مولانا عبدالمجید سالک ، احمد شاہ پطرس بخاری ، ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر، جناب مجید ملک ، سید امتیاز علی تاج ،صوفی غلام مصطفیٰ تبسم ، ابولاثر حفیظ جالندھری ، جناب عبدالرحمٰن، مولانا چراغ حسن حسرت ، پنڈت ہری چند اختر ،حکیم احمد شجاع ، سید عابد علی اورشہرت بخاری وغیرہ ۔۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۰ء تک کی دہائی میں اس حلقے کی سرگرمیاں عروج پر رہیں۔''نیاز مندان لاہور'' ادب میں گہری دلچسپی رکھنے والے بزم آرائیوں کے شوقین اہل علم ، اہل فکر افراد کا گروہ تھا ،لاہور کی سیاسی اور معاشرتی زندگی میں انہیں اہمیت حاصل تھی، اس بنا پر انہوں نے اپنی ادبی سرگرمیوں کو مثبت انداز سے جاری رکھا اور ان حضرات نے طلبہ کی ایسی کھیپ تیاری کی ۔جس نے آنے والے دور میں اردو ادب کی ترقی وفروغ میں نمایاں حصہ لیا ،خود بھی عزت کمائی اور اپنے اساتذہ کا نام بھی اونچا کیا۔علمی اداروں کی انجمنوں کے ذریعے علم و ادب کی ترقی کے علاوہ نیاز مندان لاہور کا ایک بڑا کارنامہ انگریزی اور یورپی ادب کو اردو زبان کا پیرا ہن دینا اور جدت کی راہیں ہموار کرنا تھا ۔اس وقت اردو ادب جدید رجحانات سے نا آشنا تھا اور اس کے اندر وسعت کی ضرورت اور گنجائش موجود تھی۔اس حلقے کے طفیل

نئے خیالات اور جدید رجحانات اردو ادب میں در آئے اصناف میں سموئے اور اسکا حصہ بن گئے۔ نیازِ مندان لاہور میں شامل اہم ارکین کا تعارف اس گروہ یا حلقے کی اثر پذیری قابلیت اور اہلیت کو سمجھنے میں معاون ہوگا۔

پروفیسر احمد شاہ پطرس بخاری ''نیاز مندان لاہور'' کے روح رواں تھے اس حلقے کی سرگرمیوں میں جوش اور ولولہ بخاری کے طفیل تھا وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے ان کی دلچسپیوں کا دائرہ بہت وسیع وہمہ گیر تھا۔ درس و تدریس سے وابستہ تھے، لکھنا پڑھنا ان کا اُوڑھنا بچھونا تھا تقریر وخطابت کے ماہر تھے۔ طنز ومزاح کے بادشاہ تھے انتظامی صلاحیتیں ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں، نیاز مندوں کو ان کی رہبری حاصل تھی علمی و ادبی محفلیں ان کے دم خم سے آباد تھیں۔ صوفی تبسم پطرس بخاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''بخاری نے ایک ایسی بے چین طبیعت پائی تھی ان کا دماغ ان کے جسم سے اور ان کا جسم ان کے دماغ سے زیادہ تیز کام کرتا تھا ان کے ذہنی اطوار اور عملی رفتار ہمیشہ ہم آہنگ رہتے اس لیے انتہائی مصروفیتوں میں بھی ان کی طبیعت پر کوئی ناگوار بوجھ نہ پڑتا بلکہ ہر تکمیل کار ان کے لیے خاص لذت اندوزی کا سامان مہیا کرتی تھی اور کسی سے معمولی حالت میں دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے ان کی طبیعت کی اپج اس میں ہر روز کوئی نہ کوئی تغیر چاہتی تھی اگر یہ تغیر واقع نہ ہوتو مشغلہ اپنی دلچسپی کھو دیتا ہے اور اس کی یکسانیت سے نہ صرف کام کی رفتار ڈھیلی پڑ جاتی ہے بلکہ کام کرنے والے کی طبیعت کو بھی زنگ لگ جاتا ہے کالج میں مجلس کا قیام، محکمہ تعلیم میں منتخب کتب کے تراجم، ریڈیو کے نئے نئے نشری پروگرام سب کے سب اپج کا نتیجہ تھے'' (۵)

پطرس بخاری ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے اور متنوع علوم وفنون کے ماہر تھے۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں دلچسپی رکھتے تھے غیر معمولی ذہانت اور فطانت کے حامل تھے۔ ان کی تخلیقی شخصیت نے تحریر وتقریر کے ذریعے اظہار پایا۔ انہوں نے کم لکھا لیکن معیاری لکھا۔ شوخی اور ظرافت ان کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جس کا اظہار اکثر و بیشتر ہوتا۔ ان کی زندگی ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے جہاں وہ ذہانت سے سوجھی شرارت کے بل بوتے پر سامنے والوں کو ناکوں چنے چبوا دیتے۔ وہ آواز کی دنیا کے بے تاج بادشاہ تھے۔ ڈاکٹر ظہور اعوان ان کی صلاحیتوں کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ''علم و ادب فن و ثقافت کا شیدائی اور اس کا خوبصورت مظہر، اس نے بہت کم لکھا مگر ایسا لکھا کے ادب عالیہ کا حصہ بن گیا وہ اردو مزاح وظرافت کی دنیا کا ایسا شہسوار ہے جس کی گرد تک بھی کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکا ہے کیونکہ وہ اوریجنل تھا اور خالص حیوان ظریف تھا غالب کی طرح ظریف بھی اور ستم ظریف بھی اپنے آپ پر ہنسنے والا۔ غالب اٹھارہ سو اردو اشعار لکھ کر امر ہوگیا پطرس نو دس اُردو مضمون لکھ کر دنیائے نثر کی اونچی مسند پر جا بیٹھا اوہ ریڈیو کی دنیا کا مشہور ترین براڈ کاسٹر اعلی ترین منتظم، گورنمنٹ کالج لاہور کا منہ زور پرنسپل بے پناہ مقرر خطیب اور ممتاز ترین سفارت کار تھا اس کی تقریروں کا شہرہ یہاں برصغیر میں نہیں لندن میں بھی تھا'' (۶)

پطرس بخاری کی اہلیت قابلیت اور جدت پسندی نے نیاز مندوں کو خصوصی قوت اور طاقت عطا کی ۔ ان کی انگریزی اور اُردو کی یکساں مہارت نے زبان اردو کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا ۔ ان کی قابلیت نے گورنمنٹ کالج میں ایک خاص علمی و ادبی فضا کو قائم کیا جس نے علم و ادب کے فروغ میں مددی نیز ان کی اعلیٰ تخلیقی صلاحیتیں ریڈیو کی نشریات کے اعلیٰ ترین معیار کی صورت میں ظہور پذیر ہوئیں۔ جدید ادب اور نظریات کی فروغ کے لیے بخاری کی شخصیت ہر میدان اور ہر محاذ پر متحرک اور سرگرم نظر آتی ہے۔ نیاز مندان لاہور کو ایک خاص معیار سے ہمکنار کرنے میں بخاری کا کردار نا قابل فراموش ہے۔ انہوں نے بڑے معیاری تنقیدی مضامین لکھے جو ''نیاز مندان لاہور'' کی سوچ کے عکاس تھے۔ متعرضین کے اعتراضات کے مدلل اور ٹھوس جوابات دیے اور ادب میں کئی عمدہ مباحث اور نکات اٹھائے۔ وہ مزاح کے ہتھیاروں سے مزین تھے لیکن ادب کے معاملے میں حد درجہ سنجیدہ تھے ان کی سنجیدہ اور مخلصانہ کاوشوں نے ادب میں گراں قدر اضافہ کیا ۔ انہوں نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں اور کارناموں کی بدولت ادب میں نمایاں اور اعلیٰ مقام پایا۔

محمد دین تاثیر متنوع صلاحیتوں کے حامل تھے، انگریزی زبان کے استاد تھے ۔ شاعر بھی تھے نثر نگار بھی اور تنقید بھی خوب کرتے تھے ۔ تاثیر نیاز مندان لاہور کے فعال اور سرگرم رکن تھے، نئے موضوعات کو چھیڑنے ادب کے پرسکون سمندر میں نئی سوچ کے پتھر پھینک کر ادب کے سمندر میں اُٹھنے والی لہروں سے بھر پور لطف انداز ہوتے تھے اور اس فن میں انہیں کمال مہارت حاصل تھی۔ ''نیرنگ خیال'' اور کارواں'' جیسے معیاری رسائل کی ادارت میں تاثیر کے مفید مشوروں کا عمل دخل بھی رہا ہے۔ جدید رجحانات اور خیالات کی حوصلہ افزائی انہوں نے ہر دور میں کی ۔ وہ ''ترقی پسند تحریک'' کی بنیاد رکھنے میں بھی پیش پیش رہے انہوں نے ''نیاز مندان لاہور'' کے پلیٹ فارم سے بھی جدیدیت کا بھر پور پرچار کیا اور اس کے فروغ کے لیے سرگرم رہے۔ تاثیر وسیع المطالعہ تھے، مختلف زبانوں کے ماہر تھے فنون لطیفہ کی نس نس سے واقف تھے ،علم و ادب کی قسم قسم ان کی جانی پہچانی اور دیکھی بھالی تھی۔ نہ صرف غزل بہت عمدہ کہتے تھے بلکہ نظم بھی بڑی معیاری لکھتے تھے۔ ان کی غزلیات کے بعض اشعار ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں ۔ جیسے :

داور حشر مرانامہ اعمال نہ دیکھ
اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام بھی آتے ہیں
دل نے آنکھوں سے کہی، آنکھوں نے ان سے کہہ دی
بات چل نکلی ہے، اب دیکھیں کہاں تک پہنچے

علمی و ادبی سرگرمیوں میں غیر معمولی دلچسپی رکھتے تھے طلبہ کی بھر پور حوصلہ افزائی کرتے اور ان کے اپنے گھر میں بھی محفلوں کا اہتمام ہوتا تھا۔ ڈاکٹر علی خاں اس بارے میں لکھتے ہیں:

''جس زمانے میں آپ اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل تھے تو آپ کا گھر لاہور کے ذہین ادیبوں، انشاء پردازوں اور نئے لکھنے والوں کا مستقر بنا ہوا تھا'' (۷)

تاثیر نے جدید سوچ اور نظریات کو رسائل کے ذریعے نہ صرف عوام تک پہنچایا بلکہ علمی و ادبی محفلوں کے ذریعے نئی نسل کی تربیت کی اور بلا شبہ یہ نیاز مندان لاہور کا یادر کھے جانے کے قابل کارنامہ ہے نیاز مندان لاہور میں تاثیر کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم نیاز مندان لاہور کے اہم رکن تھے۔ آپ کی شخصیت متنوع اوصاف اور خصوصیات کی حامل تھی مقبول استاد، معروف شاعر، نامور ادیب اور مستند نقاد تھے، فارسی اور اردو دونوں پر بیک وقت غیر معمولی دسترس رکھتے تھے، پنجابی سے بھی خوب واقف تھے، تینوں زبانوں میں معیاری شاعری کرتے تھے، بچوں کے لیے خصوصاً بڑی دلچسپ شاعری کی۔ جس کا مطمع نظر بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت تھا۔ صوفی تبسم کے بارے میں عبادت بریلوی لکھتے ہیں:

> ''لاہور آنے سے قبل دہلی میں جن ادیبوں اور شاعروں کا جمگھٹا تھا، ان میں سے بیشتر صوفی صاحب کے شاگرد تھے۔ وہ اکثر مجھ سے صوفی صاحب کی باتیں کرتے، ان کا نام ہمیشہ احترام سے لیتے اور یہ کہتے کہ وہ ادیب اور شاعر گر ہیں۔ ان کی صحبت میں جو بیٹھا وہ ادیب اور شاعر ہوگیا۔ اور یہ کہ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور میں ادب کا ایک ماحول پیدا کر رکھا ہے۔ فیض، راشد اور ان کے بیشتر ہم عصر صوفی صاحب کے بنائے ہوئے ہیں۔''(۸)

صوفی تبسم نے نئی نسل کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ یہ مسلک نیاز مندان لاہور کے ادباء میں سے اکثر نے اپنایا صوفی صاحب اپنی معلومات کے خزانے کو فراخ دلانہ بانٹا۔ ان کے طفیل بہت سے قابل افراد مستقبل میں میسر آئے۔ گورنمنٹ کالج کی علمی و ادبی سرگرمیوں کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ ۱۹۳۱ء میں گورنمنٹ کالج سے منسلک ہوئے، انہوں نے آتے ہی کالج میں مشاعروں کا سلسلہ شروع کروایا نیز پطرس کے تعاون اور مشاورت سے ''مجلس'' کی تشکیل و تعمیر کی۔ گورنمنٹ کالج ڈرامیٹک کلب کی سرگرمیوں کو فعال بنایا اردو مجلس وہ میں بھرپور دلچسپی لیتے اور شرکت کرتے۔ نیاز مندان لاہور سے ان کا تعلق فطری تھا جو ان کے مزاج اور دلچسپیوں سے مکمل ہم آہنگ تھا ان کی ذہنی، علمی اور فکری صلاحیتوں نے بہت سوں کو فکری اور عملی قیادت فراہم کی۔ صوفی تبسم کی شخصیت ادب میں ابر رحمت کا درجہ رکھتی ہے جس کے طفیل نہ صرف علم و ادب میں اضافہ ہوا بلکہ نئی نسل کی تعلیم و تربیت کا سامان ہوا۔ نیاز مندان لاہور سے ان کی وابستگی علم و ادب کے فروغ کا باعث بنی۔ سرتاپا وہ علم و ادب کا ایسا سرچشمہ تھے جس سے تشنگان علم جی بھر کر سیراب ہوئے ان کا فیض عام ہوا۔ صوفی تبسم کے شاگرد اندرون اور بیرون ملک موجود ہیں۔ گورنمنٹ کالج اور لاہور میں ان کی رہائش گاہ پر اکثر ادبی محفلیں جمتیں ''نیاز مندان لاہور'' سے ان کی وابستگی اور جدید سوچ معیاری علم و ادب کے مثبت انداز سے فروغ کا باعث بنی۔

عبدالمجید سالک

معروف ادیب عبدالمجید سالک ''نیاز مندان لاہور'' کے سب سے تجربہ کار رکن تھے۔ ان کی ذات متنوع

تخلیقی صلاحیتوں سے مزین تھی ۔ان کا قلم نظم ونثر دونوں میں بیک وقت مہارت تامہ رکھتا تھا علاوہ ازیں ان کے قلم سے جو شگفتگی اور لطافت کی کرنیں پھوٹتی تھیں اس نے انہیں بطور مزاح نگار منفرد شہرت عطا کی ۔صحافت کے میدان میں بھی کامیابی کے جھنڈے گاڑھے ۔عبد المجید سالک کی'' نیاز مندان لاہور'' سے وابستگی علم و ادب کے حق میں نیک فال رہی ۔ جبکہ ان کے تجربے اور قابلیت نے اس گروہ کو استحکام بخشا '' انقلاب'' کی ادارت کے فرائض عبد المجید سالک کے ذمے تھے اور انہوں نے بطور قافلہ سالار اپنی ذمہ داریاں بطریق احسن نبھائیں۔ تاثیر، ہری چند اور حسرت انہیں بھر پور معاونت فراہم کرتے تھے ۔عبد المجید سالک نے مزاحیہ صحافت میں بڑا نام کمایا۔ڈاکٹر اشفاق احمد ورک لکھتے ہیں:

> ''عبدالمجید سالک کا شمار اُردو صحافت کے ان روشن چراغوں میں ہوتا ہے جنہوں نے سنجیدہ اخبارات میں فکاہی کالم کی ایسی مضبوط روایت قائم کی کہ جس کا تتبع آج تک ہر اخبار کی مجبوری بنا ہوا ہے۔''(۹)

ظفر علی خان کے''زمیندار'' کا خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مقابلے کی فضا نے اخبار کے معیار کو خوب بلند کیا۔

حفیظ جالندھری

حفیظ جالندھری بھی نیاز مندان لاہور کا حصہ بنے ،وہ جالندھر سے فکر معاش اور روزگار کی تگ و دو میں لاہور آ بسے اور پھر یہیں کہ ہو رہے حفیظ کو پہلے پہل اپنی نظم شاہنامہ اسلام کی بدولت شہرت ملی علاوہ ازیں ان کی تخلیقی صلاحیتوں کا بھر پور اظہار گیت نگاری میں نظر آتا ہے۔ ان کی ذات کے توسط گیت نگاری کی صنف میں متعدد خوبصورت اضافے ہوئے ۔ڈاکٹر علی محمد خاں حفیظ کی گیت نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

> '' حفیظ نے اپنے گیتوں میں چھوٹی چھوٹی مترنم بحروں میں ہندی کے نرم و نازک الفاظ ، فارسی کی شیریں تراکیب کے استعمال ،تکرار الفاظ ، بول چال کے لب و لہجے اور انداز بیان کی گھلاوٹ سے ایسے خوبصورت گیت لکھے ہیں کہ پڑھنے والا لطف انداز ہوتا ہے'' (۱۰)

غلام رسول مہر:

یہ بھی حلقے کے ساتھیوں میں شامل تھے اور علمی و ادبی اور خصوصاً تحقیقی کاموں میں مصروف عمل رہتے تھے لہٰذا ادبی ہنگاموں اور شور شرابے سے خود کو دور رکھا اور تحقیق کے سمندر میں غوطہ زن رہے۔ غلام رسول مہر کی شخصیت علم و ادب کا خزانہ تھی اور نیاز مندان لاہور میں ان کا شریک ہونا حلقے کی ناموری کا باعث ہوا۔ انہیں ادب کی متفرق اصناف میں کمال حاصل تھا۔ احمد ندیم قاسمی ان کی اہلیتوں کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ''مولانا غلام رسول مہر کی ہمہ جہت شخصیت کا تنوع حیرت انگیز تھا وہ جتنے بڑے اخبار نویس تھے اتنے ہی بڑے ادیب، اتنے ہی بڑے محقق، اتنے ہی بڑے نقاد بھی تھے۔ ان سب حیثیتوں پر مستزاد ان کی شخصیت کا وہ جمال تھا جو ان کے ہر ملنے والے پر اپنا پرتو ڈال کر اسے مسحور کر لیتا

تھا۔''(۱۱)

غلام رسول مہر نے اخبارات ورسائل کے ذریعے جدید سوچ کو عام کیا۔''نیاز مندان لاہور'' سے وابستہ افراد ادب میں جدید نظریات کے فروغ کے لئے سرگرداں رہے غلام رسول مہر ادب کی ترقی کے سفر میں شریک سفر رہے۔

پنڈت ہری چند اختر:

پنڈت ہری چند بھی ایک اہم رکن تھے، یہ معروف ادیب اور شاعر تھے علم وادب کے شوقین تھے لہذا لاہور کی اکثر وبیشتر علمی وادبی سرگرمیوں میں ذوق شوق سے جایا کرتے تھے اور اپنی تخلیقات کو بڑے خضوع خشوع اور اہتمام سے پیش کرتے تھے۔ ہری چند کو فارسی زبان پر بھی مہارت حاصل تھی۔لہذا رہنمائے تعلیم لاہور میں بڑے عمدہ فارسی مضامین قلمبند کیے۔موصوف کی شاعری کو کلاسیکی روایت سے بڑی انسیت تھی اور کلاسیکی انداز کی غزل عمدگی سے کہتے تھے، شاعری میں مولانا غلام قادر گرامی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ نیاز مندان لاہور کے یہ واحد ہندو رکن تھے۔

گوپال متل ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''پنڈت ہری چند جتنے ذہین اور ذی علم تھے اتنے ہی بذلہ سنج تھے لطیفہ گوئی میں عبدالمجید سالک کو چھوڑ کر کوئی بھی ان کا مدمقابل نہیں تھا اچھے اچھوں کو چٹکیوں میں اڑا دیتے حلقہ نیاز میدان لاہور کے حریفوں کو استدلال سے زک دینے کا کام محمد دینتا ثیر کرتے تھے اور ان پر استہزا کے تیر برسانا ہری چند اختر کا کام تھا۔''(۱۲)

ایسے ذہین اور حاضر جواب شخص کا ساتھ ''نیاز مندان لاہور'' کے لئے قوت کا باعث تھا وہ ہراول دستے میں شامل رہتے اور مخالفین کے صبر کو خوب خوب آزماتے ان کے ہلکے پھلکے جملے سننے والوں کو لطف اندوزی کے بھرپور مواقع فراہم کرتے ''نیاز مندان لاہور''میں ایسے افراد کی شمولیت سے تاجور گروپ کے مقابلے میں انہیں کہیں زیادہ مقبولیت اور شہرت حاصل رہی۔

چراغ حسن حسرت:

چراغ حسن حسرت نامور صحافی بذلہ سنج اور مزاح نگار تھے نیاز مندان لاہور کا حصہ تھے خصوصی فکاہیہ کالم نگاری میں اپنی پہچان اور شناخت رکھتے تھے کولمبس اور سند باد جہازی کے ناموں سے کالم لکھتے تھے جس موضوع پر قلم اٹھاتے اس کا حق ادا کرتے۔عمدہ شاعری کرتے اور نظم ونثر میں بھرپور اظہار کرتے۔اخبارات ورسائل سے تعلق کی بنا پر چراغ حسن حسرت وسیع حلقے میں پڑھے جاتے تھے۔

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی لکھتے ہیں:

> ''مولانا چراغ حسن حسرت لاہور کے ادیبوں میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے ادیب بلند، پایہ شاعر،بہترین مصنف،فکایات اور مضحکات کے استاد ہر ادبی محفل کی جان

اور ہر علمی مجلس کے روح رواں تھے اردو لکھنے میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے بہت سے اخباروں
کے ایڈیٹر اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔'' (۱۳)

مولانا چراغ حسن حسرت جیسی شخصیت نیاز مندان لاہور کے لئے باعث تقویت تھی مخالف گروپ کو بھرپور انداز سے مقابلہ دیتے۔ ادبی معرکوں میں پس پردہ انکی علمی وادبی شخصیت کی کارفرمائیاں متحرک رہتی تھیں۔

امتیاز علی تاج :

علم وادب کا ایک معتبر اور قابل احترام نام امتیاز علی تاج کا ہے ان کی ذات بھی'' نیاز مندان لاہور'' کی جدت پسند سوچ کی ہم خیال تھی۔ ان کے قلم نے ادب کو کئی گراں قدر ادب پارے عطا کیے ہیں جو ان کی شہرت کو دوام بخشتے ہیں۔ انہوں نے بہت سے معیاری ڈرامے تحریر کیے ہیں لیکن جو لازوال اور بے مثال شہرت انارکلی کے حصے میں آئی دوسرے ڈرامے اس حد تک نہ پہنچ پائے۔ ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں''امتیاز علی تاج کا ڈراما'' ''ادبی ڈراموں میں سب سے زیادہ مقبول سمجھا جاتا ہے'' (۱۴) اگرچہ ادبی لحاظ سے وہ بھی قابل قدر ہیں۔ ان کے مزاحیہ کردار چچا چھکن نے بھی بڑی ناموری حاصل کی گو کہ یہ مغربی ادب سے متاثر ایک کردار ہے لیکن اس کی تراش خراش، اس قدر دیسی انداز سے ہوئی ہے کہ مشرق کا پروردہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ امتیاز علی تاج نے کمال ہنر مندی سے اس کردار کی تخلیق کی ہے اور وہ مشرقی روایات اور معاشرت سے پورے طور پر ہم آہنگ نظر آتا ہے۔ امتیاز علی تاج کا تعلق ایک علمی وادبی اور روشن خیال گھرانے سے تھا علم وادب کی رغبت ان کے خون میں شامل تھی ان کے والد مولوی ممتاز علی نامور عالم دین تھے والدہ کو لکھنے لکھانے کا شوق تھا ان کے والد دار الاشاعت پنجاب کے مالک تھے، گھر میں تصنیف وتالیف کا ماحول سازگار تھا، گھر کے ماحول نے ان کے رجحانات کو متعین کرنے میں بڑا مثبت کردار ادا کیا۔ اوائل عمری سے قلم سے دوستی ہوئی جو تا حیات جاری رہی۔ ان کی ادب دوستی اور لکھنے لکھانے کے شوق نے انہیں'' نیاز مندان لاہور'' کا حصہ بنا دیا۔ اہل علم اور اہل ادب کی اس دوستی نے جدید ادب اور رجحانات کے فروغ میں اپنا اپنا کردار بخوبی نبھایا۔ ان کے جدید نظریات اور سوچ نے لاہور کی ادبی روایت کو نئے دور سے ہم آہنگ کیا۔

نیاز مندان لاہور کی جولانیاں ایس پی ایس کے ہال میں دیدنی ہوا کرتی تھیں۔ بڑے گرما گرم مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ تاجور گروپ اور نیاز مندان لاہور کے مابین معاصرانہ چشمک کا ماحول عروج پر ہوا کرتا تھا، ایک دوسرے سے چھیڑا چھاڑی، جملے کسنا اور چوٹیں لگانا گویا بھرپور مقابلے کی فضا اور تیاریاں ہوا کرتی تھیں۔ اس ماحول میں بدمزگیاں اور ناراضگیاں بھی ہوئیں اور مقابلے سے شعر وادب کی ترقی بھی ہوئی۔ ادبی افق پر نیاز مندان لاہور کی سرگرمیاں طویل عرصے جاری نہ رہ سکیں جس کی وجہ کئی اہم اراکین کی دیگر مصروفیات بنیں۔ کئی کو شہر سے دور جانا پڑا۔

۱۹۳۴ کے اوائل میں تاثیر صاحب کیمبرج چلے گئے، وہ پہلے ہندوستانی تھے جو وہاں سے انگریزی ادب میں

پی ایچ ڈی کی ڈگری لائے ۔وہ واپس آئے تو امرتسر میں ایم اے او کالج کے پرنسپل ہو گے ۔ بخاری صاحب ۱۹۳۶ء میں آل انڈیا ریڈیو میں ایک بڑے عہدے پر دہلی چلے گئے، عبدالمجید سالک ان دونوں احباب سے قبل ہی لاہور چھوڑ چکے تھے۔ باقی ماندہ احباب لاہور میں موجود تھے مگر سرگرمیاں معطل سی ہو کر رہ گیں ۔ ۱۹۳۶ء کا بچھڑا یہ حلقہ۱۹۴۷ء میں پھر وجود میں آیا۔دوست یکجا ہوئے چار سال تک پھر محفلیں جمیں پھر موقوف ہوگئیں، اس دفعہ پہلی سی سرگرمی اور جوش سرگرمیوں میں نظر نہ آیا۔ بحیثیت مجموعی نیاز مندان لاہور کی زندگی بہت طویل نہیں ۔لیکن اردو ادب کے افق پر اسکے اثرات گہرے، مثبت اور یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔اس حلقے سے وابستہ افراد میں ادباء اورشعراء دونوں شامل تھے اکثر و بیشتر کو اردو اور انگریزی دونوں میں یکساں مہارت حاصل تھی مغربی دنیا کے جدید رجحانات سے واقف تھے اخبارت و رسائل نکالنے میں مصروف تھے درس و تدریس کا شغل اپنائے ہوئے تھے لکھنے لکھانے سے رغبت رکھتے تھے عزت واحترام کے عہدوں پر متمکن تھے معاشرے میں اعلیٰ مقام ومرتبہ پر فائز تھے متاثر کرنے اور اثر ڈالنے کی صلاحیت رکھتے تھے ۔ادبی محفلیں سجانا ،ادبی مشاعرے کروانا، اخبارات ورسائل نکالنا، نئ نسل کی تربیت کرنا ،شعرادب کے جدید رجحانات کا پرچار کرنا۔نئ نسل کو ان سے آشنا کرنا ،نیاز مندان لاہور کے نمایاں کارہائے ہیں ۔ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس حلقے نے دیرپا اور انمٹ نقوش ادب پر چھوڑے جدید رجحانات کو فروغ دینے میں اس گروہ کے افراد کا کام قابل تحسین ہے۔

حوالہ جات:

(۱) عاشق حسین بٹالوی، چند یادیں ، چند تاثرات، لاہور: واجد علیز ، ۱۹۸۵ء، ص ۳۷

(۲) نثار احمد قریشی ،صوفی غلام مصطفے تبسم حیات و خدمات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷ص ۳۵

(۳) شہرت بخاری ،ادبی تحریکیں ،مشمولہ نقوش، لاہور نمبر ۱۹۶۲ص ۱۱۰۸

(۴) انورسدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، لاہور: اے ایچ پبلشرز ،اپریل ۱۹۹۶ص ۳۹۰

(۵) غلام مصطفیٰ تبسم، صوفی، پطرس بخاری، مشمولہ، ممتاز ادیبوں کے منتخب خاکے ، مرتبہ، ضیاء ساجد، لاہور: مکتبہ القریش، ۱۹۹۷ء، ص ۶۰

(۶) ظہور اعوان ، ڈاکٹر ، نامور فرزندان پشاور ، پشاور: تھرڈ ورلڈ ایجوکیشن فورم (پاکستان)، ۲۰۰۹ء، ص ۴۷

(۷) علی محمد خان، ڈاکٹر، لاہور کا دبستان شاعری، لاہور: مکتبہ نشریات، ۲۰۰۸ء، ص ۴۱۳

(۸) عبادت بریلوی، ڈاکٹر، آوارگان عشق، لاہور: ادارہ ادب وتنقید، ۱۹۸۰ء، ص ۱۰۷

(۹) اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اُردو نثر میں طنز و مزاح، لاہور: بیت الحکمت، ۲۰۰۴ء، ص ۱۰۶

(۱۰) علی محمد خان، ڈاکٹر، لاہور کا دبستان شاعری، ص ۱۶۳

(۱۱) احمد ندیم قاسمی، میرے ہم سفر (سوانحی خاکے)، لاہور: اساطیر، ۲۰۰۲ء، ص ۳۲

(۱۲) گوپال متن، لاہور کا جو ذکر کیا ،لاہور: بک ہوم، ستمبر۲۰۰۳،ص۹۹
(۱۳) شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، ادیب اور مصنف ،مشمولہ، نقوش ،لاہور نمبر۱۹۶۲،ص۹۲۷
(۱۴) سلیم اختر،ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ(آغاز سے ۲۰۱۰ء تک)، لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۵، اکتسیواں ایڈیشن ص ۳۹۶۔